یاالٰہی اِس اسیرِ خستہ جاں کو دار پر
خواہش دیدارِ احمد کے دگر کچھ بھی نہیں
(غازی مرید حسین شہید چشتی سیالوی چکوالی رحمۃ اللہ علیہ)

شہیدِ ناموسِ رسالت، کشتۂ عشقِ مصطفیٰ، غازیٔ اسلام

ملک محمد ممتاز حسین قادری رضوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

تحریر

علامہ شکور احمد ضیاء سیالوی
مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

ناشر:
مجلسِ علماءِ نظامیہ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتنی بلند عشق کی پرواز کر گیا　　اپنا جہاں میں منفرد انداز کر گیا
قربان ہو کر آقا کے ممتاز نام پر　　ممتاز اپنے نام کو ممتاز کر گیا

غازی ملک ممتاز حسین قادری شہید رحمۃ اللہ علیہ غیرت مند عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ اُن کا جرأت مندانہ کردار پوری اُمتِ مسلمہ کے لیے قابل فخر ولائق تقلید ہے۔ درج ذیل سطور میں اُن کے مستند اور تصدیق شدہ سوانح پیش خدمت ہیں۔

ولادت و بشارت: امینِ جرأتِ مرتضوی، شہیدِ ناموسِ رسالت، غازیٔ اسلام **ملک محمد ممتاز حسین اعوان قادری رضوی عطاری** شہید رحمہ اللہ یکم جنوری 1985ء کو راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ (اعوان برادری شیر خدا کرم اللہ وجہہ کے شہزادے "محمد بن حنفیہ" کی اولاد سے ہے۔)

والد گرامی ملک محمد بشیر اعوان مدظلہ کا معمول تھا کہ رات کے پچھلے پہر تہجد ادا کیا کرتے۔ گھر کا جنوبی کونا نماز کے لیے مختص تھا جہاں ہر وقت ایک مصلی بچھا رہتا۔ والد گرامی کہتے ہیں: "غازی صاحب کی پیدائش سے تقریباً دو سال پہلے ایک رات میں نیند سے بیدار ہوا تو دیکھا کہ مذکورہ کونا میں سفید لباس پہنے ایک نورانی چہرہ والے باریش بزرگ نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں پریشان ہوا کہ دروازہ بند ہونے کے باوجود یہ بزرگ کمرے میں کیسے تشریف فرما ہوئے؟ اِسی دوران وہ بزرگ اُٹھے اور کمرہ سے باہر جاتے ہوئے کہا:

"بشیر صاحب! جہاں ہم نے نماز پڑھی ہے وہاں اللہ کا ایک ولی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوگا، جو اِسلام کا پرچم بلند کرے گا اور پوری دنیا میں آپ کا نام روشن کرے گا۔ اُس کی ایک للکار سے چار سو کفر کے ایوانوں میں زلزلہ طاری ہو جائے گا اور پاکستان کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدوں کو دوام حاصل ہوگا۔"

چنانچہ دو سال بعد گھر کے اِسی کونا میں شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی۔ میں اپنی خواب کو یاد کر کے بہت خوش ہوا، ختم قرآن و محفل میلاد کا اہتمام کیا اور مٹھائی تقسیم کی۔"

اھل خانہ: شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کے پانچ بھائی (ملک دلپذیر اعوان، سفیر اعوان، عابد اعوان، عامر سجاد اعوان اور فضل رزاق اعوان) اور پانچ بہنیں ہیں۔ آپ رحمہ اللہ بہن، بھائیوں میں سب سے چھوٹے تھے۔

ولادت کی برکات: والد صاحب کا کہنا ہے کہ میں دِہاڑی دار مزدور تھا اور رزقِ حلال کما کر گھر کے افراد کا خرچ مشکل سے چلاتا تھا، بنیادی ضروریات بھی پوری طرح میسر نہیں تھیں۔ غازی صاحب کی ولادت کے بعد میرے بچوں کو ملازمتیں ملیں۔ روز بہ روز گھر کی رونقوں اور خوشیوں میں اِضافہ ہوتا گیا۔ میرے علاوہ شاید کوئی نہیں جانتا تھا کہ یہ ساری بہار میرے سانولے چاند "ممتاز" کی برکت سے تھی۔

ابتدائی حالات: شہیدِ ناموس رسالت نور اللہ مرقدہ اللہ کے چنے ہوئے بندے تھے، یہی وجہ ہے کہ اُن کا بچپن عام بچوں سے مختلف تھا۔ گھر والوں کا کہنا ہے کہ وہ بچپن سے ہی خاموش مزاج تھے اور یہ عادت وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بڑھتی چلی گئی۔

چار سال کی عمر میں رات کے وقت گھر کی چھت پر بنی ہوئی 9 اِنچ چوڑی اور پانچ فٹ اُونچی دیوار پر آنکھیں بند کر کے چلنا شروع کر دیتے، گھر کے افراد گرنے سے خوفزدہ ہو جاتے مگر کبھی بھی گرنے کا واقعہ نہیں پیش آیا۔

ابتدائی کلاسوں میں بھی خود ہی اِسکول کے لیے تیار ہو جاتے اور بغیر کسی کی مدد کے اپنا ہوم ورک مکمل کر لیتے۔ پاک صاف رہنے، محافل میں شریک ہونے اور نعتیں پڑھنے کا شوق تھا۔ کثرت سے تبسم کرتے اور کسی کی بات کا بُرا نہیں مناتے تھے۔ چھٹی کلاس میں تھے کہ سر پر

عمامہ سجانا شروع کر دیا۔ دسویں میں پہنچے تو بانیٔ دعوتِ اسلامی مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی کے مرید ہو گئے۔ اب دینی رُجحانات میں مزید اضافہ ہو گیا اور انگریزی پڑھنے کی طرف توجہ کم ہو گئی۔ اُنھوں نے "مدرسۃ المدینہ" کراچی میں داخلہ کی خواہش ظاہر کی جو گھریلو حالات کی وجہ سے پوری نہ ہو سکی۔

میٹرک تک تعلیم گھر کے قریب واقع "عائشہ لاثانی پبلک اِسکول" میں حاصل کی، اِس کے بعد "سویڈش ٹیکنیکل کالج" (سیٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی) میں الیکٹرونکس کا ڈپلومہ کیا۔

پولیس میں شمولیت اور محکمانہ کارکردگی:

شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ 2003ء میں محکمہ پولیس میں بھرتی ہوئے، پھر کمانڈو کورس میں شاندار کامیابی کے بعد 2008ء میں ایلیٹ فورس میں شامل ہو گئے۔

محکمانہ ریکارڈ کے مطابق نہ تو اُنھوں نے کبھی کسی سے بداخلاقی کی، نہ کسی غیر اخلاقی سرگرمی میں ملوث پائے گئے اور نہ ہی اُن کا کبھی کسی دہشت گرد تنظیم سے تعلق رہا۔

محکمہ کے تمام افسران و ملازمین اُن سے محبت کرتے تھے کیونکہ وہ بہت ملنسار تھے، وقت کی پابندی کرتے اور فرائض کو احسن طریقہ سے ادا کرتے، حتیٰ کہ نماز کی ادائیگی میں جو وقت صرف ہوتا اُسے بعد میں اِضافی ڈیوٹی کر کے پورا کرتے، بیشتر وردی میں رہتے۔

کمانڈو کورس کے دوران اُن کی نشانہ بازی پر تمام ساتھی اور تربیت دینے والے حیران ہوتے تھے۔ وہ چلتے اور بھاگتے ہوئے حتیٰ کہ آنکھیں بند کر کے بھی درست نشانہ بنا سکتے تھے۔ اللہ کی طرف سے اِس خاص عطا کا ہی نتیجہ تھا کہ گستاخ رسول ﷺ سلمان تاثیر کو نشانہ بناتے ہوئے اُنھوں نے 27 گولیاں فائر کیں اور ایک بھی خطا نہیں ہوئی۔

والدِ گرامی کی شفقت: والد صاحب کا کہنا ہے کہ شہیدِ ناموس رسالت لاہور میں کمانڈو ٹریننگ کے دوران ہر ماہ گھر آتے تھے، اِس کے باوجود میرے لیے اُن کی جدائی ناقابل برداشت تھی۔ اِس دوران میں اُن سے ملاقات کے لیے لاہور جاتا اور گھر والوں سے مخفی رکھتا کہ وہ کہیں گے اتنی رقم خرچ کرنے کی کیا ضرورت ہے حالانکہ ممتاز ہر ماہ تو گھر آتا ہی ہے؟

دین سے محبت: شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ نماز، روزہ اور دیگر احکام شریعت کے پابند تھے۔ سنت رسول ﷺ پر عمل کی بھرپور کوشش کرتے۔ علما کی محبت اور اُن کی خدمت کو باعثِ فخر سمجھتے۔ تنخواہ کے کثیر حصہ سے مسواکیں اور نعتِ رسول مقبول ﷺ کی کتابیں خرید کر تقسیم کرتے۔ اُنھوں نے اپنی یادداشتوں میں لکھا:

"فیضان مدینہ، کراچی جانے کی بہت خواہش تھی، لیکن مالی حالات نے سفر کی اِجازت نہ دی، لیکن فیضان مدینہ جانے کی خواہش نے اڈیالہ جیل میں پہنچا کر انوارِ مدینہ سے سرفراز فرمادیا۔"

گھر والوں کا کہنا ہے کہ ہم نے اُن کی شادی دھوم دھام سے کرنے کے لیے کافی رقم جمع کر رکھی تھی، مگر اُنھوں نے کہا: **"شادی شریعت کے مطابق سادگی سے ہوگی، ڈسکو وغیرہ کے بجائے محفل کا اہتمام ہوگا اور بارات وولیمہ میں چند افراد کو دعوت دی جائے گی۔"**

اُن کے ساتھی پولیس اہلکاروں کا کہنا ہے کہ وہ میز پر کھانا کھانے کے بجائے زمین پر بیٹھ کر کھاتے اور کہتے:

"زمین پر بیٹھ کر کھانا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔"

اُنھوں نے اپنے شہزادے کے بارے وصیت کی کہ اُسے حافظِ قرآن اور عالمِ دین بنایا

جائے۔ تعلیم کے لیے مدرسۃ المدینہ، پھر جامعۃ المدینہ (کراچی) کا انتخاب کیا جائے۔

راقم نے اُن کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تحریر میں پڑھا:

"ہر وقت باوضو رہیے"، "ہمیشہ سچ بولیے"، "مدنی چینل دیکھتے رہیے۔"

نعت خوانی: شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ بہترین نعت خواں تھے۔ اُنھیں بچپن سے ہی نعتِ رسول مقبول ﷺ پڑھنے کا شوق تھا۔

اُنھوں نے اپنی یادداشتوں میں لکھا:

"دس سال کی عمر میں جو نعتِ رسول مقبول ﷺ ایک بار سن لیتا وہ مجھے زبانی یاد ہو جاتی، جب کہ اسکول کا انگریزی سبق مجھے دس دس دن تک یاد نہیں ہوتا تھا۔ سبق یاد نہ ہونے کی صورت میں اسکول میں اساتذہ کو انگریزی نظم کے بجائے نعتِ رسول مقبول ﷺ سنا دیتا تو ہر سزا سے بچ جاتا۔"

ڈیوٹی سے چھٹی کے دنوں میں محلّہ کے بچوں کو نعت شریف اور سنتیں سکھاتے تھے، اسی لیے محلّہ بھر کے بچے اُن سے بہت محبت کرتے تھے۔

اُن کا معمول تھا کہ روزانہ ڈیوٹی پر جانے سے پہلے اور ڈیوٹی سے واپسی پر اپنے نومولود شہزادے **"محمد علی رضا"** کو نعت شریف اور اذان سناتے۔

گرفتاری کے فوراً بعد تھانہ کوہسار میں نعت رسول مقبول **"یارسول اللہ تیرے چاہنے والوں کی خیر"** پڑھ کر بارگاہ رسالت میں حاضری لگوا رہے تھے۔ جیل میں بھی نعت خوانی کا سلسلہ جاری رہا اور شہادت سے پہلے بھی کئی گھنٹے تک نعت خوانی کرتے رہے۔

جذبۂ خدمت خلق: آپ خدمت خلق کے جذبہ سے اِس قدر سرشار تھے کہ محلے کی عمر رسیدہ خواتین آپ کو بھیج کر بازار سے ضرورت کی اشیا منگوا لیتیں۔ کسی عمر رسیدہ

شخص کو سامان لاتے ہوئے دیکھتے تو اُس کا سامان اُٹھا کر اُس کے گھر پہنچا دیتے۔

یہ جذبہ جیل جانے کے بعد بھی عروج پر تھا۔ اہل خانہ کا کہنا ہے کہ جیل میں اگر آپ کو کسی قیدی کے بارے معلوم ہوتا کہ وہ ضمانت کی فیس نہ ہونے کی وجہ سے چھوٹے جرم کی بڑی سزا کاٹ رہا ہے تو ہمیں فرماتے: ”**اپنے پاس سے یا کسی سے مل کر فلاں قیدی کی ضمانت کا انتظام کرو۔**“ آپ کی کاوش سے کئی قیدیوں کو رہائی ملی۔

سلمان تاثیر کے قتل کا پس منظر:

14 جون 2009ء کو ضلع ننکانہ کے گاؤں اِٹانوالی میں ایک عیسائی عورت ”آسیہ“ ملعونہ نے رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخی کی۔ تحقیقات مکمل ہونے کے بعد عدالت نے اُسے 8 نومبر 2010ء کو سزائے موت اور ایک لاکھ روپے جرمانہ کا حکم سنایا۔

20 نومبر 2010ء کو اُس وقت کے گورنر پنجاب ”سلمان تاثیر“ نے پوپ اور دیگر عیسائی کمیونٹی کی نمائندگی کرتے ہوئے شیخوپورہ جیل میں آسیہ مسیح سے ملاقات کی اور اُس ملعونہ کو یقین دلایا کہ میری تمام تر ہمدردیاں تمہارے ساتھ ہیں اور میں تمہیں صدرِ پاکستان سے معافی دلواؤں گا۔ میڈیا سے گفتگو کرتے ہوئے گورنر نے کہا: ”آسیہ کو (گستاخیِ رسول کی وجہ سے) جو سزا سنائی گئی، وہ انسانیت کے خلاف اور بڑی ظالمانہ سزا ہے۔“

نیز سلمان تاثیر نے قرآن وسنت کی روشنی میں بننے والے قانون تحفظ ناموس رسالت (295-C) کو ”کالا قانون“ کہہ ڈالا، اور ٹوئٹر (Twitter) پر اپنے آخری پیغام میں لکھا:

”مجھ پر توہین رسالت قانون کے سلسلے میں دائیں بازو کی قوتوں کے سامنے جھکنے کے لیے شدید دباؤ ہے، تاہم اگر میں اِس موقف پر آخری شخص بھی رہ گیا تب بھی ایسا نہیں کروں گا۔ میں ایسے لوگوں کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔“

صرف یہی نہیں سلمان تاثیر کو ختم نبوت کے منکر قادیانیوں سے اِس قدر ہمدردی تھی کہ اُس کی بیٹی شہر بانو نے بیان دیا:

”میرے والد قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے سخت خلاف تھے۔“

نیز سلمان تاثیر کے بیٹے آتش تاثیر نے اپنی کتاب "Stranger to history" میں اپنے باپ کے کرتوتوں اور دین سے بے زاری کا جو تذکرہ کیا ہے وہ اِس مختصر رسالے میں نہیں سما سکتا۔

سلمان تاثیر کا جرم:

عدالتی تحقیقات میں گستاخ رسول ثابت ہونے والی عورت کو ”بے قصور“ اور ”مظلومہ“ کہہ کر قانون ہاتھ میں لینا اور اپنے عہدہ کے حلف کی خلاف ورزی کرنا، ملعونہ گستاخ کی وکالت کر کے خود توہین رسالت کا ارتکاب کرنا، قرآن وسنت کی روشنی میں بننے والے ”قانونِ تحفظ ناموس رسالت“ (295-C) کو ”کالا قانون“ قرار دینا، دین سے بے زاری، علما کو جوتی کی نوک پر رکھنے کا کہنا اور مرزائیوں کو مسلمان سمجھنا وہ اُمور ہیں جو سلمان تاثیر کے قتل کا سبب بنے۔

حکومت کی غفلت:

مسلمان خواہ کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اپنے آقا ﷺ کی گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ سلمان تاثیر کی ہرزہ سرائیوں پر ملک بھر میں غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی۔ احتجاجی مظاہروں، ملک گیر ہڑتال اور تحریر وبیان کے ذریعے ایمانی جذبات کا اظہار کیا گیا، 500 سے زائد علما کی طرف سے فتاوی جاری کیے گئے۔ مگر افسوس! نہ تو صدرِ مملکت نے گورنر کو لگام دی، نہ ہی چیف جسٹس نے سوموٹو ایکشن لیا اور نہ ہی کسی دوسرے ذمہ دار کے کان پر جوں رینگی، حتی کہ جب گورنر کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے FIR کاٹنے کی

درخواست کی گئی تو جواب ملا:

”گورنر کے خلاف کارروائی نہیں ہوسکتی کیونکہ اُسے قانونی طور پر استثنا حاصل ہے۔“

شہیدِ ناموس رسالت کا اضطراب:

شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کے گھر والوں کا کہنا ہے کہ سلمان تاثیر کی ہرزہ سرائیوں اور اُس کے خلاف ہونے والے احتجاج کے دوران گرفتاریوں پر وہ بہت زیادہ پریشان رہنے لگے۔ کھانا پینا بھی مشکل ہوگیا۔ بیٹے ”محمد علی رضا“ کے بیمار ہونے پر بھائی سے کہا: ”مجھ میں ہمت نہیں، آپ اِسے ڈاکٹر کے پاس لے جائیں۔“ مدنی چینل دیکھنا بھی چھوڑ دیا۔ احباب سے ملاقات کے لیے جو تھوڑا بہت وقت نکالتے تھے وہ بھی متروک ہوگیا۔ رات کو جلد ہی چہرے پر تکیہ یا کوئی چادر لے کر لیٹ جاتے، مگر اُن کی آنکھوں کی سوجن سے معلوم ہوتا تھا کہ سوئے نہیں، رُوتے رہے ہیں۔

گھریلو معاملات میں بے توجہی کے باعث گھر والے پریشان اور کچھ ناراض بھی ہوئے۔ اِس پریشانی کی وجہ پوچھنے پر کہنے لگے:

”بہت بڑے عہدہ پر فائز ایک شخص توہینِ رسالت کر رہا ہے، علما فتوے دے رہے ہیں، احتجاج ہو رہا ہے، میں سخت تکلیف میں ہوں۔“

اُنھوں نے مختلف وکلا اور پولیس آفیسرز سے سلمان تاثیر کے خلاف FIR درج نہ ہونے کی وجہ بھی پوچھی، جب اُنھیں بتایا گیا کہ گورنر کے خلاف مقدمہ درج نہیں ہوسکتا تو کہنے لگے: ”یہ کیسا قانون ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ خود کو فرات کے کنارے بھوک سے مرنے والے کتے کے بارے بھی جواب دہ سمجھتے تھے اور یہاں کے حکمران گستاخی بھی کریں تو اُن کے خلاف مقدمہ درج نہیں کیا جاسکتا۔“

ناموس رسالت کانفرنس: ملک دلپذیر صاحب کا بیان ہے:

31 دسمبر 2010ء کو ہمارے گھر سے ملحقہ پلاٹ میں ”شباب اسلامی“ کے زیرِ اہتمام ناموس رسالت کانفرس تھی۔ اِس موقع پر وہ مجھے بہت خوش نظر آئے، اُنھوں نے بال کٹوائے، خوبصورت لباس پہنا اور سر پر سیاہ عمامہ سجایا۔

کانفرنس میں سب سے پہلے اُنھیں ہی نعت شریف پڑھنے کے لیے بلایا گیا۔ چہرے کی خوبصورتی، چال ڈھال دیکھ کر میں سوچ رہا تھا کہ آج یہ حسن کہاں سے اور کیوں آیا؟ مجھے کیا معلوم تھا کہ اُن کی تقدیر میں کیا کچھ لکھا جاچکا ہے۔

سلمان تاثیر نشانہ پر: 4 جنوری 2011ء کو سلمان تاثیر مختلف مصروفیات کے سلسلہ میں اسلام آباد موجود تھا۔ شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ نے کوشش کر کے اُس کے ساتھ اپنی ڈیوٹی لگوائی اور پھر اپنے آقا کریم ﷺ کی گستاخیوں کا بدلہ لیتے ہوئے کوہسار مارکیٹ کے باہر اُسے 27 گولیاں ماریں، جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔

عشاق رسول ﷺ نہایت مسرور ہوئے، کفر کے ایوانوں میں زلزلہ برپا ہوا اور (295-C) میں ترمیم کے حوالے سے پارلیمنٹ میں جمع کرائی گئی قرارداد سمیت ناموس رسالت کے خلاف اُٹھنے والی تمام آوازیں تھم گئیں۔

سلمان تاثیر کو قتل کرنے کے بعد غازیٔ اسلام گن رکھ کر زمین پر لیٹ گئے اور گرفتاری پیش کردی۔ بعد میں آپ سے وجہ پوچھی گئی تو فرمانے لگے: ”میں چاہتا تھا مجھے زندہ گرفتار کیا جائے تاکہ سب کو بتا سکوں کہ میں نے صرف تحفظ ناموس رسالت کے لیے قتل کیا ہے۔“

حیران کن امر یہ ہے کہ غازی صاحب نے پورے اطمینان سے سلمان تاثیر کو نشانہ بنایا اور اس دوران اُس کی حفاظت پر مامور دیگر کمانڈوز نے کوئی کارروائی نہ کی۔ دراصل اللہ عزوجل

نے اپنے حبیب ﷺ کے گستاخ کا بدلہ لینے کے لیے سب کے حواس ماؤف کر دیے تھے۔

آپ رحمہ اللہ کے بھائی ملک دلپذیر اعوان صاحب کہتے ہیں کہ ہمیں تفتیش کے لیے ایک نامعلوم مقام پر لے جایا گیا، وہاں دو کمانڈوز کو اُلٹا لٹکا کر اُن سے نہایت اذیت ناک انداز میں تفتیش کی جارہی تھی، وہ کہہ رہے تھے:

''ہمیں کچھ معلوم نہیں، ہمارے ہاتھ برف کے گولے بن گئے تھے، جب قادری نے گن اپنے پاؤں میں رکھ کر ہاتھ فضا میں بلند کر کے کہا: ''آؤ مجھے گرفتار کرلو۔'' اُس وقت ہمارے ہوش وحواس بحال ہوئے اور ہم نے اُسے گرفتار کیا۔''

ملک دلپذیر صاحب کہتے ہیں کہ کیس کی سماعت کے دوران اُن کمانڈوز اور دیگر ملازمین نے اِس بات کی تصدیق کی کہ سلمان تاثیر کے قتل کے وقت ہم بے حس ہو گئے تھے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ سلمان تاثیر کے حامیوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود اُس کا جنازہ پڑھانے کے لیے کوئی عالم دین میسر نہ آیا۔

قتل کرنے سے پہلے غازی صاحب کے جذبات:

ملک دلپذیر اعوان صاحب کا کہنا ہے کہ 4 جنوری 2011ء کو کئی دن سے کھانا پینا متروک ہونے کے باوجود غازی صاحب لاغر ہونے کے بجائے انتہائی چاق چوبند نظر آئے۔ لگتا تھا کہ وہ خود حرکت نہیں کر رہے بلکہ اُنھیں کوئی اور چلا رہا ہے۔ میں نے یہ پھرتی دیکھ کر پوچھا: ''کیا کوئی VIP کال آگئی ہے؟'' کہنے لگے:

''دلپذیر بھائی! VIP نہیں VVIP کال آئی ہے، میں نے جلدی جانا ہے۔''

بعد میں بھابھی سے معلوم ہوا اُس دن وہ اتنی جلدی ڈیوٹی پر چلے گئے کہ ناشتا بھی نہیں کیا اور بیٹے کو نعت شریف بھی نہیں سنائی۔ سہ پہر تقریباً 4:30 بجے شور مچ گیا اور ہمارے گھر

مبارکبادیں دینے کے لیے آنے والوں کا ہجوم ہو گیا، جب میں نے ٹیلی وژن آن کیا تو ''ممتاز'' بھائی کی ہنستی مسکراتی صورت نظر آئی۔ وہ کہہ رہے تھے:

''گستاخ رسول کی سزا موت ہے۔''

تفتیش کے مراحل:

ملکی اور غیر ملکی متعدد تفتیشی اداروں نے جدید وقدیم مختلف ذرائع سے اِس اقدام کے محرکات اور معاونین کے بارے تفتیش کی، 4 جنوری سے شہادت تک اُن کا ایک ہی بیان تھا:

''میں نے سلمان تاثیر کو توہین رسالت کی وجہ سے قتل کیا۔ مجھے اللہ عزوجل، اُس کے رسول ﷺ، جبریل امین اور ولیوں کی مدد حاصل تھی۔ اگر مجھے دوبارہ کسی گستاخ کو قتل کرنے کا موقع ملا تو ضرور ایسا کروں گا۔''

ملک دلپذیر اعوان صاحب کہتے ہیں دوران تفتیش آئی جی اسلام آباد نے ہمیں کہا: ''جا کر ممتاز قادری سے پوچھو کہ اُس نے یہ کام کس کے کہنے پر کیا ہے؟'' جب ہم غازی صاحب کے پاس پہنچے (یہ ہماری اُن سے پہلی ملاقات تھی) تو چھوٹے بھائیوں کی آنکھوں میں آنسو آگئے، یہ دیکھ کر غازی صاحب نے فرمایا:

''اگر یہ غم کے آنسو ہیں تو مجھ سے دُور ہو جائیں اور اگر خوشی کے ہیں تو آپ کو میری طرف سے بہت بہت مبارک ہو۔ آپ کے بھائی نے صرف اور صرف آقا ﷺ کی عزت، عظمت، حرمت اور ناموس کے لیے اِس حقیر جان کا نذرانہ پیش کیا ہے۔ آپ سب کو میرے کردار اور میرے اِقدام پر فخر کرنا چاہیے۔''

دلپذیر صاحب کہتے ہیں: میں نے دیکھا کہ اُن کے جسم پر بدترین تشدد کے نشانات تھے، بعد میں معلوم ہوا کہ اُن پر تشدد کر کے مرضی کا بیان لینے کے لیے لاہور سے انویسٹی گیشن

کے چار غیر مسلم افراد اور بیرونِ ملک سے ایک ٹیم منگوائی گئی تھی۔ غازی صاحب نے فرمایا:

"تشدد کے دوران میں خود کو گنبدِ خضرا کے سائے تلے محسوس کرتا رہا۔ میں وہاں جا رہا تھا جہاں جانے کے لیے ہر عاشق تڑپتا ہے۔"

مزید فرمایا: میری مسکراہٹ دیکھ کر پولیس افسران نے سمجھا کہ یہ شخص تشدد کی وجہ سے دِماغی توازن کھو بیٹھا ہے۔ جب ڈاکٹروں کی ٹیم آئی تو اُنھوں نے معائنہ کر کے کہا:

"ہم نے آج تک کسی ملزم کے دل کی دھڑکن اتنی پُرسکون نہیں دیکھی۔ یہ شخص بالکل نارمل ہے، جو کہتا ہے کہ یہ ذہنی توازن کھو بیٹھا ہے اُس کا اپنا ذہنی توازن خراب ہے۔"

اِس پر نہ صرف تمام افسران حیران ہوئے بلکہ دو نے اسلام بھی قبول کر لیا۔

ملک دلپذیر اعوان صاحب کہتے ہیں کہ دورانِ تفتیش کئی اعلیٰ افسران والد صاحب کے قدموں میں گر گئے، مبارکبادیں دیں اور کہنے لگے: "ہمیں معاف کر دیں، ہم مجبور ہیں۔" ہمیں پولیس افسران کے اِس رویہ پر حیرت ہوئی تو غازی صاحب رحمہ اللہ نے مجھے قریب بلا کر میرے کان میں کہا:

"دلپذیر بھائی! یہ تو کچھ بھی نہیں، غلامانِ رسول ﷺ کے قدموں میں تو بادشاہوں کے تاج بھی جھک جاتے ہیں۔"

جیل اور عدالت میں استقبال: ریمانڈ پورا ہونے کے بعد جب اُنھیں سخت سکیورٹی میں جیل منتقل کیا گیا تو وہاں مامور اہلکاروں کی بندوقیں اور گردنیں جھک گئیں۔ متعدد نے آگے بڑھ کر دست بوسی کی۔ قیدیوں نے "غلامیٔ رسول میں، موت بھی قبول ہے" اور دیگر نعروں سے استقبال کیا اور گلے میں ہار ڈالے۔ آپ نے وہاں پہنچتے ہی نمازِ عصر کی جماعت کروائی۔ قیدیوں اور پولیس اہلکاروں نے آپ کی اقتدا میں نماز ادا کی۔

عدالت پہنچنے پر وکلا نے اُن کا زبردست استقبال کیا اور کئی من پھول نچھاور کیے۔ سینکڑوں وکلا ہاتھوں میں وکالت نامے لیے ہوئے تھے، ہر ایک اُن کا کیس مفت لڑنا چاہتا تھا تا کہ روزِ قیامت سرکارِ دو عالم ﷺ کی شفاعت حاصل کر سکے۔

حکومت نے اِس مقبولیت سے بوکھلا کر فیصلہ کیا کہ ممتاز حسین قادری کیس کا ٹرائل خصوصی عدالت کے ذریعے جیل میں ہی ہوگا۔

یاد آتا ہے خدا دیکھ کے صورت تیری: شہیدِ ناموسِ رسالت جن انوار و تجلیات میں گم رہتے تھے اُن میں دوسروں سے ملاقات کی چاہت کب باقی رہتی ہے؟ چنانچہ آپ نے قیدِ تنہائی کی فرمائش کی جس پر آپ کو ایک الگ سیل فراہم کر دیا گیا۔ ملاقاتوں کا سلسلہ کم ہی تھا۔ اِس کے باوجود آپ رحمہ اللہ کے کردار، چہرے کی نورانیت اور عبادت و عشق کی کیفیات سے متاثر ہو کر جیل کے عملہ، قیدیوں اور زیارت کے لیے آنے والے افراد میں سے بے شمار کی زندگیوں میں اِسلامی انقلاب آیا۔ اُنھوں نے چہروں پر سنتِ رسول ﷺ سجائی اور دیگر گناہوں سے توبہ کی۔

جیل انتظامیہ کو خدشہ ہوا کہ اِس طرح تو سارا عملہ اُن کا عقیدت مند ہو جائے گا، چنانچہ اُنھوں نے روزانہ کی بنیاد پر ڈیوٹیاں بدلنے کا فیصلہ کیا تا کہ اہلکاروں کو آپ کی صحبت میں زیادہ دیر ٹھہرنے کا موقع نہ ملے۔

جیل میں آپ کی برکت سے کینسر اور دیگر امراض میں مبتلا متعدد لاعلاج مریض شفایاب ہوئے۔ اُن کا کہنا ہے کہ ہماری صحت یابی پر ڈاکٹرز محوِ حیرت ہیں۔

عدالتی کارروائی: راولپنڈی کی اڈیالہ جیل میں لگائی گئی انسدادِ دہشت گردی کی خصوصی عدالت کے ذریعے کیس کی سماعت ہوئی۔ انسدادِ دہشت گردی عدالت نمبر 1

کے جج نے شروع سے ہی اور عدالت نمبر 2 کے جج نے چند سماعتوں کے بعد ٹرائل سے انکار کردیا اور کہا: ''ہمیں گوارا نہیں کہ غازی کو ہمارے سامنے مجرم بنا کر کھڑا کیا جائے۔'' چنانچہ جنوبی پنجاب سے پرویز نامی بدبخت جج کو پُرکشش پیشکشوں کا لالچ دے کر لایا گیا، جس نے جلد بازی میں کیس کی سماعت کی اور کوئی ''لکھا لکھایا فیصلہ'' سنا کر بیرون ملک چلتا بنا۔

عدالتی کارروائی کی رپورٹ کے مطابق آپ کا بیان درج ذیل ہے:

I came across the Salman Tasir. Then I had the occasion to address him, "Your honour being the Governor had remarked about Blasphemy Law as black law, if so it was unbecoming of you." Upon this he suddenly shouted and said, "Not only that it is black law but it is also my shit." Being a Muslim I lost my control under grave and suddenly provocative, I passed the trigger and he lay dead in front of me. I have no repentance and I did it for "Tahafuz-i-Namoos-i-Rasool (ﷺ) "

ترجمہ: میں سلمان تاثیر کی طرف بڑھا تب مجھے اُس سے بات کرنے کا موقع ملا: ''محترم! آپ نے بحیثیتِ گورنر قانون تحفظ ناموس رسالت کو ''کالا قانون'' کہا ہے؟ اگر ایسا ہے تو یہ آپ کے لے مناسب نہیں (آپ کو زیب نہیں دیتا)۔'' اِس پر وہ اچانک چلایا اور کہنے لگا: ''نہ صرف وہ کالا قانون ہے، بلکہ وہ میری نجاست ہے۔''

بحیثیتِ مسلمان میں دباؤ (جذبات) میں خود کو کنٹرول نہ رکھ سکا اور فوراً مشتعل ہوگیا۔ میں نے ٹرگر (بندوق کا گھوڑا) دبایا اور وہ میرے سامنے ڈھیر ہوگیا۔ مجھے کوئی پچھتاوا نہیں ہے اور میں نے یہ تحفظِ ناموس رسول ﷺ کے لیے کیا۔''

یکم اکتوبر 2011ء کو عدالت کے جج پرویز نے آپ کو دو مرتبہ سزائے موت اور دو لاکھ روپے جرمانے کی سزا سنائی اور اپنے فیصلہ میں لکھا:

''آپ نے جو کام کیا وہ اسلام کی رُو سے ٹھیک ہے، مگر ملکی قانون کے تحت آپ کو سزا سنائی جارہی ہے۔'' (یعنی اگر اسلامی قانون ہوتا تو عدالت آپ کو باعزت طور پر بری کردیتی، مگر یہاں انگریز کا جاری کردہ قانون ہے اِس لیے آپ کو سزا سنائی جارہی ہے۔)

یہ فیصلہ سنتے ہی شہید ناموس رسالت رحمہ اللہ کا چہرہ خوشی سے چمک اُٹھا۔

عدالتی فیصلہ پر غازی صاحب کے جذبات:

ملک دلپذیر صاحب کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ عدالت کا وقت شروع ہونے سے بہت پہلے ہی غازی صاحب کو سیل سے بلوا کر سنا دیا گیا تھا۔ اِطلاع ملنے کے بعد جب میں وکلا کے ہمراہ غازی صاحب سے ملاقات کے لیے اُن کے سیل میں پہنچا تو وہ نئے کپڑے پہنے، تیل سرمہ لگائے دولہا کی طرح سجے بیٹھے تھے۔ مجھے دیکھ کر فرمانے لگے: ''آپ لوگ خالی ہاتھ کیوں آئے ہیں؟'' میں نے کہا: ''میں آپ کی بات سمجھا نہیں۔'' فرمانے لگے:

''آپ کو معلوم نہیں کہ جج نے مجھے دو بار سزائے موت کا حکم سنایا ہے؟ میں انتہائی خوش ہوں کیونکہ غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کو تحفظ ناموس رسالت کی وجہ سے ایک بار پھانسی کی سزا سنائی گئی تھی، الحمدللہ ثم الحمدللہ! مجھے دو بار پھانسی کی سزا سنائی گئی ہے۔ اِس لیے آپ کو تو خوب مٹھائیاں لانی چاہیے تھیں!!!''

آدھ، پون گھنٹہ کی ملاقات کے بعد جب ہم لوگ رُخصت ہونے لگے تو غازی صاحب مجھے ایک طرف لے جا کر انتہائی بے تابی اور مسرت کے عالم میں فرمانے لگے:

"دلپذیر بھائی! یہ جو جج نے فیصلہ سنایا ہے اِس پر شام تک عمل ہو جائے گا نا؟ دیر تو نہیں کریں گے!!!"

کروں تیرے نام پہ جاں فدا — نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا — کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

ہائی کورٹ میں اپیل: دہشت گردی عدالت کے اِس فیصلہ کو اسلام آباد ہائی کورٹ میں چیلنج کیا گیا۔ 9 مارچ 2015ء کو اسلام آباد ہائی کورٹ نے دہشت گردی عدالت کے فیصلے کو کالعدم قرار دیتے ہوئے دہشت گردی دفعات ختم کر دیں (کہ یہ کیس دہشت گردی کے زمرے میں نہیں آتا) البتہ فردِ واحد کے قتل کی بنیاد پر ایک بار سزائے موت کا فیصلہ برقرار رکھا۔

سپریم کورٹ میں اپیل: ہائی کورٹ کیفیصلہ کے خلاف سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی گئی، جہاں جسٹس (ر) خواجہ محمد شریف (سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ) اور جسٹس (ر) نذیر اختر نے قرآن وسنت کی روشنی میں غازی صاحب کے حق میں زبردست دلائل پیش کیے، مگر کسی کے دباؤ پر "آصف کھوسہ" کی سربراہی میں بنچ نے دلائل کو رد کیے بغیر 7 اکتوبر 2015ء کو اپنا فیصلہ سنایا اور سزائے موت ختم کرنے کے بجائے دہشت گردی عدالت کا فیصلہ بحال کر دیا۔

اِس پر نظرِ ثانی کے لیے درخواست دائر کی گئی مگر وکلا کے دلائل سنے بغیر ہی "آصف کھوسہ" نے اُسے یہ کہہ کر مسترد کر دیا کہ "سلمان تاثیر نے کوئی گستاخی کی ہی نہیں"، لہٰذا درخواست ناقابلِ سماعت ہے۔

عدالتی فیصلہ کی حیثیت: شہیدِ ناموسِ رسالت رحمہ اللہ کے بارے عدالتی فیصلہ قرآن وسنت، تاریخِ اسلام اور نظریہ پاکستان سے متصادم تھا۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخِ رسول کو ماورائے عدالت قتل کیا، اللہ تعالیٰ نے اُن کی تائید میں قرآن مجید کی آیتِ کریمہ نازل فرمائی۔ (النساء:65)

رسول اللہ ﷺ کے مبارک زمانہ میں متعدد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے گستاخوں کو واصلِ جہنم کیا، آپ ﷺ نے اُن کی تحسین فرمائی اور دُعاؤں سے نوازا۔

خلفاءِ راشدین رضی اللہ عنہم سے آج تک اسلام کی چودہ سو سالہ تاریخ میں کسی اسلامی حکومت کی طرف سے گستاخ کو قتل کرنے پر سزا سنائے جانے کی ایک بھی مثال نہیں ملتی۔

خود دہشت گردی عدالت کے جج نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے لکھا تھا:

"آپ نے جو کام کیا وہ اسلام کی رُو سے ٹھیک ہے۔" جب آئین کے مطابق قرآن وسنت پاکستان کا "سپریم لاء" ہیں تو یہ فیصلہ آئینِ پاکستان کے بھی خلاف ہوا۔

غازی علم الدین شہید کے دفاع میں پیش پیش رہنے والے علامہ اقبال، قائدِ اعظم اور دیگر کارکنانِ تحریک رحمہم اللہ پاکستان کی رُوحیں حکومت اور ججوں سے پوچھتی ہیں:

"کیا ہم نے یہ ملک اِس لیے بنایا تھا کہ یہاں ناموسِ رسالت کا تحفظ کرنے والے کو دہشت گرد قرار دے کر شہید کر دیا جائے؟"

صدر کی طرف مراسلہ: سپریم کورٹ میں نظرِ ثانی کی اپیل مسترد ہونے کے بعد صدر کو مراسلہ روانہ کیا گیا جس میں کہا گیا کہ یہ فیصلہ قرآن وسنت کے منافی ہے، لہٰذا صدر اپنے خصوصی اختیارات کے تحت اِسے کالعدم قرار دیں۔

دوسری طرف مختلف مکاتبِ فکر کے رہنماؤں نے صدر سے ملاقات کے لیے رابطہ کیا

اور ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی، شیخ الحدیث علامہ خادم حسین رضوی اور دیگر اکابرینِ اہل سنت مدظلہم نے ''تحریک رہائی ممتاز حسین قادری'' کے نام سے عدالتی فیصلہ کے خلاف احتجاجی تحریک چلائی۔ مگر افسوس! بے حمیت وزیر اعظم کی ایڈوائس پر ضمیر فروش صدر نے عوام کے ایمانی جذبات کا قتل عام کرتے ہوئے مراسلہ کو مسترد کر دیا۔

جیل کے پُر کیف احوال: غازی صاحب نے اپنی یادداشتوں میں لکھا:

''یہاں مجھ گناہ گار پر آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بے شمار کرم ہیں، تھوڑا ہوش و حواس گنوا دیتا ہے، قلم ہاتھ سے گر جاتا ہے اور ایک بار پھر جود و کرم کی بارش شروع ہو جاتی ہے۔ پیر و مرشد کی نظر کرم اور اثر انگیز دُعاؤں کی بدولت جیل کی کوٹھڑی، جس کا سائز 6×8 ہے، اکثر ایک وسیع باغیچہ میں تبدیل ہو جاتی ہے، دُور دُور تک پھول دار اور پھل دار درخت نظر آتے ہیں، آسمان بھی نظر آتا ہے، چشمے بھی نظر آتے ہیں، اور پہاڑ اور پرندے بھی، سب کچھ نظر آتا ہے اور مل بھی جاتا ہے۔ جیل کی دیواروں کو اکثر ٹوٹا ہوا، شگاف زدہ دیکھتا ہوں اور جیل کی سلاخیں اکثر ہوا یا پانی کی لہروں کی طرح راستہ دیتی رہتی ہیں۔ وہ تمام عاشقان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ستاروں کی طرح حرف بحرف نظر آتے ہیں جو ناموس رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر اور میری رہائی کے لیے قربانیاں دے رہے ہیں۔''

اڈیالہ جیل کے متعدد پولیس اہلکاروں کا کہنا ہے:

''ہم نے کئی بار مشاہدہ کیا کہ غازی صاحب کے سیل میں نور داخل ہوا جس سے پورا سیل جگمگا اُٹھا، بعد میں غازی صاحب وہاں موجود نہیں تھے، کچھ دیر بعد دوبارہ ایک نور سے سیل جگمگانے لگا اور غازی صاحب پھر سے وہاں موجود تھے۔''

اِس کرامت کو دیکھ کر اڈیالہ کے ایک غیر مسلم پولیس اہلکار نے اسلام بھی قبول کیا۔

یقیناً آپ کو وہاں لے جایا جاتا ہوگا جہاں حاضری کے لیے ہر عاشق کا دل تڑپتا ہے۔

شہیدِ ناموس رسالت کی اِستقامت:

ملک دلپذیر اعوان صاحب کہتے ہیں:

''غازی صاحب سے میری اور دیگر اہل خانہ کی جتنی ملاقاتیں ہوئیں کسی ایک میں بھی اُنھوں نے اپنے کیس کی پیش رفت کے بارے نہیں پوچھا۔ جیسے وہ بارگاہ رسالت میں حاضری کے لیے بے تاب تھے اور اُنھیں عدالتی فیصلہ سے کوئی غرض ہی نہیں تھی۔''

جب بھی ہم نے سپریم کورٹ میں اپیل کے لیے اجازت کی درخواست کی تو اُنھوں نے سختی سے منع کر دیا اور چہرہ دوسری طرف پھیر لیا۔ پھر شیخ الحدیث مولانا خادم حسین رضوی مدظلہ، ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی مدظلہ اور دیگر علما نے اُنھیں لکھ کر بھیجا کہ یہ تحفظِ ناموس رسالت کا مسئلہ ہے اور اِس کے لیے ہم آخری سانس تک لڑیں گے۔

چنانچہ اُنھوں نے فرمایا:

''میری طرف سے اپیل نہیں ہوگی، نہ میں نے پہلے اپیل کی، نہ اب کروں گا۔''

پھر فرمایا:

''وکلا اور علما اگر 295-C کے تحفظ کے لیے بہتر سمجھتے ہیں تو وہ کر سکتے ہیں۔''

اہل خانہ کی آخری ملاقات: عوامی ردعمل کے خوف سے آپ کو شہید کرنے کا منصوبہ مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا۔ آپ رات کو معمول کے مطابق آرام کر رہے تھے کہ نیند سے بیدار کر کے بتایا گیا کہ صبح آپ کو پھانسی دی جائے گی۔ آپ نے سفید لباس زیبِ تن کیا، واسکٹ پہنی جس پر پاکستانی پرچم کا بیج آویزاں کیا۔

اِدھر اہل خانہ سے کہا گیا کہ غازی صاحب کی طبیعت خراب ہے، خیریت دریافت کرنے کے لیے آئیں۔ اہل خانہ کی آمد پر غازی صاحب نے مسکراتے ہوئے اُن سے

ملاقات کی اور پریشان نہ ہونے کی تلقین کی۔ پھر کافی دیر تک جھوم جھوم کر نعتیں، مناقب اور کلام سنائے۔ آپ نے فرمایا:

"مجھے بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ، خلفاء راشدین، غوث اعظم اور داتا گنج بخش علی ہجویری رضی اللہ عنہم کی زیارت ہوئی ہے، اُنھوں نے میری قربانی قبول ہونے کی بشارت دی ہے۔"

آپ نے اہل خانہ سے یہ بھی کہا:

"تمہاری خواہش تھی کہ میں رہا ہو جاؤں اور میری خواہش تھی کہ میں بارگاہ رسالت میں حاضر ہو جاؤں، اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے میری التجا کو قبول فرمایا ہے۔"

اپنی تربت کے حوالہ سے فرمایا کہ قبر کے قریب مسجد اور مستند تعلیمی ادارہ قائم کیا جائے۔

اپنے اکلوتے بیٹے "محمد علی رضا" کو وصیت کی:

"تم نے حافظ قرآن، عالم باعمل، مفتی اور عاشق رسول ﷺ بننا ہے۔ اپنی جان تحفظ ناموس رسالت کے لیے وقف کرنی ہے۔ نعتیں پڑھنی ہیں اور زیادہ شرارتیں نہیں کرنی۔ میں تمہارے آس پاس ہی ہوں گا، شرارتیں کیں تو کان کھینچوں گا۔"

اِس موقع پر اُنھوں نے اپنے شیخ گرامی ابو بلال مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی، شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ، قائدین "تحریک رہائی ممتاز حسین قادری" اور اکابرین اہل سنت کے نام لے کر دُعائیں کیں اور فرمایا:

"جس جس نے میری رہائی کے لیے کوششیں کیں، میں اُن سب کو سلام پیش کرتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کی جب سرکار ﷺ کی بارگاہ میں حاضری ہوگی، سرکار ﷺ کو سب کا سلام بھی پیش کروں گا اور شفاعت کی درخواست بھی کروں گا۔"

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے

29 فروری 2016ء بروز پیر اہل خانہ سے آخری ملاقات کے بعد آپ نے آب زمزم اور عجوہ کھجوروں سے سحری کر کے روزہ رکھا، نماز تہجد ادا کی۔ آپ کو شہید کرنے کے لیے چار بجے کا وقت طے تھا۔ مگر آپ وقت مقرر سے کچھ دیر قبل ہی پھانسی گھاٹ کی طرف جانے لگے، جیل کے عملہ نے کہا: "ابھی کچھ وقت باقی ہے۔" آپ فرمانے لگے:

"سامنے رسول اللہ ﷺ جلوہ افروز ہیں اور انتظار فرما رہے ہیں۔"

آپ خود جھوم کر چلتے ہوئے تختہ دار کی طرف بڑھے۔ جیل حکام سے فرمایا:

"بوقت شہادت میں سر پر عمامہ باندھے رکھوں گا۔ میرے چہرہ پر کالا کپڑا نہیں ڈالا جائے گا اور میں پھندا اپنے ہاتھوں سے گلے میں ڈالوں گا۔"

چنانچہ پھندا چوما اور کہا: "تو میرے اور سرکار ﷺ کے بیچ میں ایک وسیلہ ہے۔" پھر اپنے ہاتھوں سے اُسے گلے میں ڈالا اور تبسم کرتے، نعرہائے تکبیر و رسالت لگاتے، "لبیک یارسول اللہ" کی صدا بلند کرتے فدائے مصطفیٰ ﷺ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ میں حاضر ہوگیا۔

اہل نظر کہتے ہیں کہ بارگاہ رسالت میں بڑے پُرتپاک انداز سے آپ کا اِستقبال کیا گیا۔

شہادت کے بعد: شہادت کے فوری بعد آپ کا جسدِ پُرنور آپ کے گھر منتقل کردیا گیا، جہاں آپ کو غسل و کفن دیا گیا اور لاکھوں افراد نے دیدار کا شرف حاصل کیا۔

آپ کو غسل دینے کی سعادت حاصل کرنے والے سید امتیاز حسین شاہ مدظلہ اور مولانا غفران محمود سیالوی مدظلہ فرماتے ہیں:

"جسم مبارک سے ایسی عمدہ خوشبو پھوٹ رہی تھی کہ زندگی بھر ایسی خوشبو نہیں سونگھی۔ گردن پر پھانسی کے پھندے کا نشان تک نہیں تھا۔"

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ تدفین سے پہلے تک تقریباً دو دن گزر جانے کے باوجود اُن کا جسم مکمل طور پر تروتازہ تھا۔ پھانسی کے باوجود چہرہ کی چمک مسلسل بڑھ رہی تھی اور تدفین تک اُن کے مبارک جسم سے معطر پسینہ جاری تھا۔

شہادت کے تقریباً 29 گھنٹے بعد جب آپ کا جسد خاکی لیاقت باغ پہنچانے کے لیے ایمبولینس میں رکھا جا رہا تھا تو وہاں موجود ایک نوجوان محمد اعزاز (حال مقیم کریم پارک، لاہور) نے آپ کی بینی (ناک) مبارک سے نکلنے والے تازہ خون کے چند قطرے اپنے ہاتھ سے صاف کیے۔ خون مبارک کی خوشبو سے ہاتھ مہکنے لگا۔ وضو کے دوران صابن سے ہاتھ دھونے کے بعد بھی کئی دن تک مسحور کن خوشبو آتی رہی، جسے سونگھ کر قافلہ کے دیگر افراد بھی محظوظ ہوتے رہے۔

مولانا قاسم نقشبندی (متعلم جامعہ نظامیہ رضویہ) کو عرصہ سے گردہ کی تکلیف تھی جس کے باعث وہ نہ تو زیادہ دیر کھڑے ہو سکتے تھے اور نہ ہی بلند آواز سے بول سکتے تھے۔ وہ کہتے ہیں:

''میں غازیٔ اسلام کی شہادت کی خبر سنتے ہی اُن کے گھر پہنچا اور تقریباً چوبیس گھنٹے تک قدموں کے قریب زائرین کی خدمت پر مامور رہا، بعد ازاں جنازہ میں بھی شرکت کی۔ **شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کی برکت سے اللہ نے میری تکلیف اِس طرح دُور فرمادی جیسے کبھی تھی ہی نہیں۔**''

عینی شاہدین کے بقول شہادت کے بعد غازی صاحب کا دیدار کرنے کے لیے آئے ہوئے ایک DSP نے سلوٹ کرتے ہوئے کہا:

''تم خود تو چلے گئے، لیکن اپنے پیچھے اپنے محکمہ میں بہت سے غازی چھوڑ گئے ہو۔''

تاریخی جنازہ اور تدفین: شہادت کے دوسرے دن یکم مارچ 2016ء بروز منگل لیاقت باغ (راولپنڈی) میں لاکھوں عاشقانِ رسول ﷺ اور مختلف مکاتب فکر کے افراد نے شیخ الحدیث پیر سید حسین الدین شاہ صاحب مدظلہ کی اقتدا میں نماز جنازہ ادا کی۔

بعد ازاں اسلام آباد کے نواح میں ''بہارہ کہو'' کے قریب آپ کے آبائی گاؤں ''اٹھال'' میں گل پاشی کرتے ہوئے آپ کو لحد کے سپرد کیا گیا۔ آپ کی وصیت کے مطابق مزار پاک کے ساتھ عالی شان مسجد اور دینی مدرسہ کی تعمیر تکمیل کے قریب ہے۔

شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کا جنازہ بلا مبالغہ تاریخی جنازہ تھا، جس میں غیر ملکی میڈیا کے مطابق ساٹھ لاکھ افراد شریک تھے، مگر افسوس! پاکستانی میڈیا نے پیمرا کی ایڈوائس پر بلیک آؤٹ کر کے اہلِ اسلام کے جذبات کو بُری طرح مجروح کیا اور کوئی کوریج نہ دی۔

بے پناہ مقبولیت: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّٰلِحَٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمَٰنُ وُدًّا. (مریم: 96)

یعنی جو لوگ ایمان لائے اور اچھے اعمال کیے اللہ تعالیٰ اُنھیں اپنا محبوب بنائے گا اور اپنے بندوں کے دل میں اُن کی محبت ڈال دے گا۔

اِس وعدۂ الٰہیہ کا اظہار ہے کہ 4 جنوری 2011ء کے بعد شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کو بے پناہ مقبولیت حاصل ہوئی، جس میں روز بہ روز اِضافہ ہو رہا ہے۔ مختلف طبقہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے دنیا بھر کے عاشقانِ رسول ﷺ اپنے اپنے انداز میں اُن سے اِظہارِ محبت کرتے ہیں۔ حرمین شریفین میں اُنھیں خراج تحسین پیش کیے جانے کی ویڈیوز بھی سوشل میڈیا پر موجود ہیں، حتیٰ کہ حرم نبوی میں وزیر اعظم پاکستان اور آرمی چیف پاکستان کے سامنے ''ممتاز قادری...... زندہ باد'' کے نعرے بلند کیے گئے۔

ہماری ذمہ داری: شہیدِ ناموس رِسالت رحمہ اللہ کے ''انوکھے عدالتی قتل'' کے تناظر میں آپ کی وصیتوں کے مطابق درج ذیل اُمور ہم سب پر لازم ہیں:

☆ شہیدِ ناموس رسالت کے مشن کو جاری رکھتے ہوئے یہ عہد کریں کہ ناموس رسالت کے تحفظ کے لیے جان قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

☆ شہید ناموس رسالت نے شہادت سے پہلے فرمایا تھا:

''میں نے مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے تحفظ کے لیے جان کا نذرانہ پیش کیا، اب میں نظام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا منتظر ہوں۔''

ہم پر فرض ہے کہ اپنی بساط کے مطابق نظام مصطفیٰ کے نفاذ کیلئے بھرپور کوشش کریں۔

☆ قانونِ تحفظ ناموس رسالت (295-C) کے خلاف ہونے والی سازشوں کو ناکام بنائیں اور تمام سزا یافتہ گستاخوں کو پھانسی دلانے کے لیے اپنا کردار ادا کریں۔

☆ اپنی بساط کے مطابق عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فروغ کے لیے تمام وسائل بروئے کار لائیں اور دشمنانِ اسلام کی سازشوں کو ناکام بنائیں۔

☆ سیکولرازم (لادینیت) کے فروغ کے لیے کی جانے والی کوششوں کو ناکام بنائیں۔

☆ شہیدِ ناموس رسالت کی وصیت کے مطابق اتحادِ اہل سنت کے لیے بھرپور کوشش کریں اور سیاسی محاذ پر اہل سنت کا وقار بحال کرنے میں کردار ادا کریں۔

☆ شہید ناموس رسالت کے قتل میں اور گستاخ رسول سلمان تاثیر کی حمایت میں ملوث، تمام افراد اور جماعتوں سے لاتعلقی اختیار کریں۔

نوٹ: شہیدِ ناموس رسالت رحمہ اللہ کے گھریلو حالات اور ملک دلپذیر اعوان صاحب کے اِفادات اُن کی تحریر ''شمشیر بے نیام بر گستاخ بے لگام'' (مطبوعہ غازی ممتاز حسین قادری شہید فاؤنڈیشن) سے ماخوذ ہیں۔

ناموسِ مصطفی پہ جوانی لٹائیے
مقصد یہ زندگی کا جہاں کو بتائیے

ناموسِ مصطفی پہ نچھاور ہیں دو جہاں
جاں دے کے اُن کی آن پر، ایماں بچائیے

ناموسِ مصطفی پہ ہے مرنے میں زندگی
آبِ حیات کے لیے سر کو کٹائیے

ناموسِ مصطفی پہ تو کٹتے ہیں بانصیب
ہونا ہے خوش نصیب تو ہمت بڑھائیے

ناموسِ مصطفی کی حفاظت ہے بندگی
یہ کام کر کے روحِ عبادت کو پائیے

ناموسِ مصطفی کے تحفظ کے واسطے
جو کچھ بھی بس میں ہے وہ ہنر آزمائیے

ناموسِ مصطفی کا تقدس رہے بحال
گستاخِ مصطفی کو سبق وہ سکھائیے

گستاخِ مصطفی کی سزا قتل ہے صحیح
اس میں کمی کی سوچ کی وقعت گھٹائیے

گستاخ، بدکلام کو دوزخ میں بھیج کر
دُنیا میں سیج خلدِ بریں کی سجائیے

کرتے ہیں جو بھی دینِ نبی میں مداخلت
اُن اینکروں سے قوم کا پیچھا چھڑائیے

جتنے بھی غامدی و وحیدی ہیں منکرین
اُن مفسدوں کے فتنۂ وشر میں نہ آئیے

غازی ہے دینِ حق کا ممتاز قادری
جرأت پہ اس کی نعرۂ حیدر لگائیے

سرکارِ دو جہاں سے ہے احقر کی التماس
بخشش کا ایک جام اسے بھی پلائیے

اپنے کرم سے اس کو نوازش ہو ہر عطا
بدکاریوں پہ اس کی نہ سرکار جائیے

مہجور کر رہا ہے ادا فرضِ منصبی
شرفِ قبولیت سے اسے جگمگائیے

نتیجۂ فکر: سید عارف محمود مہجور رضوی

مجلسِ علمائے نظامیہ پاکستان

مرکزی دفتر: جامعہ نظامیہ رضویہ اندرون لوہاری گیٹ لاہور

Ph:042-37374429 Cell:0315-7374429

Email:munpk7374429@gmail.com